Vol.4 No.4 2021
ISSN Online: 2709-7625
ISSN Print: 2709-7617

کلاسیکی اُردو شاعری میں ڈر، خوف اور ترسناکی (Phobia) کے نقوش

***شہزادی پروین**
*پی ایچ۔ڈی سکالر, لاہور گیریژن یونیورسٹی لاہور
****ڈاکٹر گلشن طارق**
**ڈین آف لینگویجز ,لاہور گیریژن یونیورسٹی لاہور

ABSTRACT:
Thematic diversity can be seen in every era of Urdu poetry but the illustration and explanation of such themes is carried out with the passage of time in light of other disciplines. Fear, fright and phobia are important terminologies in psychology. In Urdu poetry—the classical period in particular—the poets express their perceptions and imperceptions in a variety of manners. The poet is ensnared by different types of fear; i.e., paranoia, gloom, loneliness, abandonment, wilderness, bloodshed, and dissociation to name a few. On one hand there is the fear of separation from the Mehboob, on the other hand, there is hesitance to express malice towards the Raqeeb in fear of outrage from the Mehboob thus the poet often lives in a state of dilemma. In this research article, this leitmotif is succinctly portrayed in accordance with classical poetry.

ڈراور خوف ہر ذی روح میں جبلتاً موجود ہے مگر جب اس کی صورت ترسناکی (Phobia) انسان کے اندر سما جاتی ہے تو وہ ایک نہج پر پہنچ کر نفسیاتی مرض کی صورت اختیار کر لیتی ہے۔ ہر شے اپنے فطری اور قدرتی اظہار میں بھلی دکھائی دیتی ہے اور عقلِ انسانی اسے قبول کرنے میں دیر نہیں لگاتی۔ بسا اوقات انسان معمولی کاکروچ سے ڈر جائے، چھپکلی کو دیکھ کر چیخنے لگے، کسی جانور کی آواز سن کر دُم دبا کر بھاگنے لگے تو اسے علمِ نفسیات کی رو سے "Phobia" اور اُردو میں اس کے لیے "ترسناکی" کی اصطلاح برتی جاتی ہے۔ مختلف لغات اور انسائیکلوپیڈیاز سے ترسناکی (فوبیا) کے لغوی اور اصطلاحی معنی ملاحظہ فرمائیے:

اُردو لغت (تاریخی اصول پر) میں اس کے معنی کچھ یوں بیان ہوئے ہیں:

تَرَسنَا: ڈرنا، خوف کھانا

ترسناک: ترس کے تحت

جو نا میں آشنا تو ہوں تیرا وے اجھوں
ٹٹکتا ہوں ترسناک ہو کرنے کوں کچ سوال (1)

علمی اُردو لغت میں "ترسا"، "ترساں" کے معنی کچھ یوں بیان کئے گئے ہیں:

"ترسا": خوف زدہ۔ ڈرنے والا۔ وہم کرنے والا

"ترساں": خوف زدہ۔ ڈرا ہوا۔ (2)

ISSN Online: 2709-7625

ISSN Print: 2709-7617

رافع اللّغات:

ترس:ڈر۔خوف۔دہشت

ترس ناک:ڈراہوا۔خوفناک۔ترساں۔[3]

لغات کشوری:

ترؔسان: ڈرنے والا۔ڈرتاہوا

ترسانیدن: ڈرانا

ترسناک: خوفناک۔ڈراہوا[4]

ہندی اُردو لغت:

ترؔست: ڈراہوا،ڈرپوک،بزدل،خوف[5]

المختصر ترسناکی فارسی زبان کا اسم مذکر ہے اور بہ طور لاحقہ استعمال ہوتا ہے۔

کشاف تنقیدی اصطلاحات میں ترسناکی/فوبیا کی وضاحت ان الفاظ میں درج ہے:

"نفسیات کی اصطلاح میں ترسناکی بے جا خوف کو کہتے ہیں۔یعنی ایسا خوف جس کے لیے کوئی معقول وجہ موجود نہ ہو جیسے بلندی کا خوف (Acrophobia)،تنگ جگہوں کا خوف (Cluster Phobia) کھلی جگہوں کا خوف (Agoraphobia)۔"[6]

اصطلاحات ادبی میں ڈاکٹر تنویر حسین ترسناکی (Phobia) کی وضاحت کرتے ہوئے لکھتے ہیں:

"ایسا خوف جس کا دور دور تک کہیں وجود نہ ہو۔خود ساختہ خوف جس کی نہ کوئی بنیاد ہو اور نہ اساس۔بعض لوگوں کو بلندیوں سے خوف ہوتا ہے اور بعض کو وسعتوں سے خوف آتا ہے وغیرہ وغیرہ۔"[7]

The Encyclopedia Americana سے فوبیا کی تعریف و وضاحت ملاحظہ فرمایئے:

"PHOBIA- --- an irrational and exaggerated fear of an object or situation. The term is derived from the Greek word Phobos which means "fear", terror, panic or flight.[8]*)*

ترسناکی (Phobia) کی اصطلاح علم نفسیات کی رو سے ذہنی کیفیت/مرض کے لیے استعمال ہوتی ہے۔

The Encyclopedia Dictionary of Psychology:

میں "فوبیا" کی وضاحت کچھ یوں کی گئی ہے:

"[9] Phobia an unrealistic disproportionate fear of an object or situation."

فوبیا/ترسناکی کی مختلف اقسام ہیں جن میں سے چند ایک Encyclopedia of philosophy and psychology. " میں بیان کی گئی ہیں:

ISSN Online: 2709-7625
ISSN Print: 2709-7617

Agoraphobia, Fear of open places; Photophobia, dread of light; Neo phobia " fear of anything new; Mysophobia, fear of dirt or pollution; Pyrophobia, fear of fire. "(10)

Phobia/ترسناکی کی چند اقسام ملاحظہ فرمائیے:

1۔ بند جگہوں کا خوف (Cluster Phobia)

2۔ پانی کا خوف (Hydro Phobia)

3۔ بلند مقامات کا خوف (Acro Phobia)

4۔ جانوروں سے خوف (Zoo Phobia)

5۔ خون سے خوف (Hemato Phobia)

6۔ اندھیرے سے خوف (Nycto Phobia)

7۔ محبت میں گرفتار ہونے کا خوف (Philo Phobia)

8۔ خوشی سے خوف (Chero Phobia)

9۔ الفاظ سے خوف (Verbo Phobia)

10۔ آگ سے خوف (Pyro Phobia)

11۔ سمندر، سمندر پر سفر سے خوف (Thalasso Phobia)

12۔ جنگلوں سے خوف (Hylo Phobia)

ان کے علاوہ بھی انسان کے لاشعور میں ہزاروں طرح کے اندیشے خوف کی شکل اختیار کر لیتے ہیں۔واہمے اور وسوسے نفسیات کی رُو سے Phobias کہلاتے ہیں۔فطرتِ انسانی عجب شے ہے۔ کبھی تو انسان اپنے سائے سے بھی ڈر جاتا ہے۔ کبھی نیند/خوابوں سے خوف زدہ ہو جاتا ہے۔ آئینہ اور اس میں بننے والا عکس بھی اسے ڈرا دیتے ہیں۔ڈرنے پر آتا ہے تو دوسرے کی علیت بھی اسے خوف زدہ کر دیتی ہے اور کبھی لاشعوری خوف کے باعث لوگوں کے سامنے سٹیج پر بولنے سے بھی گھبرا جاتا ہے۔

ترسناکی کی ان تمام اقسام کی بہت سی وجوہ ہو سکتی ہیں۔ بچپن کے واقعات، خود اپنی ذات میں رہ جانے والی کمی، سماجی مہارتوں میں کمی اور بسا اوقات "ماڈلنگ" (یعنی بچہ ماں کو حشرات الارض، کاکروچ یا چوہے سے ڈرتے دیکھ کر خود بھی اس بے جا خوف میں مبتلا ہو جاتا ہے) بھی اس کا ایک سبب بن جایا کرتی ہے ۔ ان تمام وجوہات کو پیشِ نظر رکھتے ہوئے کلاسیکی اُردو شعرا (اگر چہ شاعر کا ماہر نفسیات ہونا ضروری نہیں) کے کلام میں ڈر، خوف اور ترسناکی کے عناصر کا سے اختصار جائزہ لیا جا سکتا ہے ۔

حفیظ صدیقی کے بقول:

> "شاعر کے لئے ضروری نہیں کہ وہ عرف عام میں ماہرِ نفسیات ہو، مگر نفسیاتی بصیرت تو کسی نہ کسی درجے میں ہر شخص میں ہوتی ہے اور شاعر میں بہ درجہ اتم موجود ہوتی ہے۔"(11)

اُردو شاعری کا آغاز دکن میں بہمنی دور سے ہوا۔اس دور کے شعری نمونے کم یاب ہیں۔البتہ قطب شاہی اور عادل شاہی سلاطین کے عہد میں شعری تخلیقات نسبتاً زیادہ سامنے آئیں۔جیسا کہ قلی قطب شاہ کے ہاں ترسناکی کا اظہار محبوب سے بچھڑ جانے کے خوف میں متشکل ہے۔

Vol.4 No.4 2021

ISSN Online: 2709-7625

ISSN Print: 2709-7617

ے

پیا بچھڑا ہے منج کوں رکھ گھنیرا
نہ جانے کب ملے گا پیو میرا(12)

ولیؔ دکنی اگرچہ نشاطیہ لہجے کا شاعر ہے لیکن اس کے ہاں بھی لفظ "ڈر" مختلف مفاہیم میں دکھائی دیتا ہے۔

مثال کے طور پر ولیؔ کی معروف غزل کی ردیف ہی "خدا سوں ڈر" ہے:

ے

اب جدائی نہ کر خدا سوں ڈر
بے وفائی نہ کر خدا سوں ڈر
عاشقاں کوں شہید کر کے صنم
کف حنائی نہ کر خدا سوں ڈر(13)

ایک اور غزل میں ولی دکنی کو **خدا کی وحدانیت** اُنھیں غیر کے آستانہ پر جبہ سائی سے روک رہی ہے۔

ے

اے ولیؔ غیر آستانہ یار
جبّہ سائی نہ کر خدا سوں ڈر(14)

ولی محبوب کی ناراضی کے "خوف" سے رقیب کی غیبت بھی نہیں کر پاتے۔

ے

ڈرتا ہوں سادگی ستی موہن کی اے ولیؔ
اس خوف سوں رقیب کی غیبت نہیں لکھی(15)

اُردو شاعری کا عہد زرّیں قتل وغارت، خون خرابہ، سیاسی بدامنی، معاشی بدحالی، معاشرتی بے سکونی ہی سے عبارت ہے۔ زندگی کی بے ثباتی، اقدار و اختیار کی پامالی، سپاہ کی بدحالی، ذہنی بے سکونی، حیاتِ انسانی کی بے حرمتی، بے گور و کفن پڑی کھوپڑیوں کی فراوانی اور انسانی خون کی ارزانی جیسے عناصر اس عہد میں سانس لینے والوں کو ڈر، خوف اور ترسناکی کے عذاب سے دوچار کر رہے تھے۔ شمالی ہند کے شعرا نے خارجی حالات وواقعات کو داخلی کیفیات میں سمو کر بیان کیا ہے۔ چناں چہ شعرا نے "چمن"، "ضیاء"، "غنچہ"، "پھول" اور "بلبل" کی علامات کے ذریعے اپنے اندر کے خوف کو کنایۃً بیان کیا ہے۔

ایسے میں شاہ حاتم یہ کہتے دکھائی دیتے ہیں:

ے

در و دیوارِ چمن آج ہے خون سے لبریز
دست گل چیں سے مبادا کوئی دل ٹوٹا(16)

ے

عجب احوال دیکھا اس زمانے کے امیروں کا
نہ ان کو ڈر خدا کا اور نہ ان کو خوف پیروں کا(17)

اسی تناظر میں مرزا رفیع سوداؔ کا یہ خوف کہ عہد پُر آشوب میں شمشیر ہوا پر چل رہی ہے:

ے

دامان شفق آج خوں آلودہ میں دیکھا
چلتی ہے ترے عہد میں شمشیر ہوا پر(18)

Vol.4 No.4 2021
ISSN Online: 2709-7625
ISSN Print: 2709-7617

میر تقی میرؔ کی ذاتی زندگی جہاں بہت سی نفسیاتی الجھنوں کا شکار رہی وہاں مختلف النوع خوف بھی ان کی ذات کا احاطہ کیے ہوئے تھے یہ خوف اُن کے گرد و پیش کے ماحول کا نتیجہ ہیں۔

ے یک قطرہ آب میں نے اس دور میں پیا ہے
نکلا ہے چشم تر سے وہ خون ناب ہو کر (19)

میرؔ کو یہ غم بھی رہا کہ عہد انبساط تلوار کے سائے ہی میں کاٹنا پڑا خوف و ہراس اور آلام اُن کے دامن گیر رہے۔

ے تلوار کے تلے ہی گیا عہد انبساط
مر مر کے ہم نے کاٹی ہیں اپنی جوانیاں (20)

طوائف الملوکی کے اس دور میں میرؔ جیسا حسن پرست شاعر آلام روزگار کے ہاتھوں نیم جاں ہو کر محبوب کے ابروئے خم سے بے نیاز ہو جاتا ہے۔انسانی نفسیات ہے کہ جب کوئی چیز حد سے بڑھ جاتی ہے تو وہ ایک خاص مقام پر آکر اپنی وقعت کھو بیٹھتی ہے اسی لئے دہلی میں ہونے والا خون خرابہ اور قتل وغارت گری میرؔ کو یہ کہنے پر مجبور کر دیتی ہے:

ے وہ دشتِ خوفناک رہا ہے مرا وطن
سُن کر جسے خضر نے سفر سے حذر کیا ہے (21)

اسی عہدِ پُرفشاں کے ایک اور اہم شاعر خواجہ میر دردؔ نے زندگی کی بے ثباتی اور معاشرتی بد امنی کو تصوف کے رنگ میں بیان کیا ہے۔چناں چہ فنا وبقا، فقر، سپہر، بے ثباتی جیسی علامات دردؔ کی ذہنی کیفیات کی عکّاس ہیں۔میر درد کا کلام سوز و غم سے لبریز ہے۔اُنھوں نے اپنے اشعار کو نالے کہا ہے جو اُن کے اندرونی غم اور عصری آشوب کے خارجی اظہار کی ایک شکل ہے:

یہ تیرے شعر نہیں درد بلکہ نالے ہیں
جو اس طرح سے دلوں کو خراش کرتے ہیں (22)
ہمت رفیق ہووے تو فقر سلطنت ہے
آتا ہے ہاتھ یعنی یاں تخت دل کے ہاتھوں (23)
حادثۂ زمانہ کیا تیری جفا سو کیا بھلا
ہم کو سپہر مت ڈرا نیش بھی یاں تو نوش ہے (24)

میر حسن کی مشہور مثنوی "سحر البیان" میں بھی ڈر، خوف اور ترسناکی کی مختلف کیفیات بیان ہوئی ہیں۔فیروز شاہ جب ماہ رُخ پری کو دھمکی آمیز پیغام بھیجتا ہے تو وہ خوف میں مبتلا ہو جاتی ہے:

ے بنی آدموں کو تو چوری سے لا
بٹھاتی ہے گھر میں تعیش جتا
ہمارا گئی بھول خوف و خطر

لگی رکھنے انسان پر تو نظر [25]
؎ گیا ماہ رُخ کو فرمان جب
ہوئی خوف سے وہ پریشان تب [26]

مصحفی کے ہاں "ڈر" کی نوعیت خود ساختہ ہے۔

؎ ڈرتا ہوں میں کہ تجھ سے صحبت بگڑ نہ جاوے
ساقی! ٹھٹھول ہے تو اور بے ادب مرا دل [27]

نظیر اکبر آبادی کلاسیکی عشقیہ شاعری کی روایت کو نبھاتے ہیں۔ محبوب کی ادائیں اور اس کا روپ سنگھار اُن کو ایک طرف تو اس خوف میں مبتلا کرتا ہے کہ یہ حسن بلاخیز نظرِ بد کا شکار نہ ہو جائے تو دوسری طرف محبوب کا ہرجائی پن اور بوالہوس کی رقابت عاشق کے لیے سوہانِ روح ہے۔

؎ ڈر ہم کو نظر کا ہے، وہ گھر سے چلا ہوگا
کچھ ہار پڑے ہوں گے کچھ عطر ملا ہوگا

بالی کو ہلا ہم سے کتنوں کو دیا چکّر
چھلّوں سے بھی کیا جانے کس کس کو چھلا ہوگا [28]

میر و سودا کے عہد میں ڈر، خوف اور ترسناکی کی مختلف جہتیں اور انداز دکھائی دیتے ہیں۔ نادر شاہ، احمد شاہ ابدالی، جاٹوں اور مرہٹوں کے حملوں نے جب دلی کا سکون غارت کیا تو بہت سے شعرا لکھنؤ ہجرت کر گئے۔ فیض آباد میں شعرا کو پُرسکون ماحول میسّر آیا۔ لکھنؤ میں سیاسی استحکام، معاشی خوشحالی، نوابین اور امراء کی سرپرستی نے شعرا کو ذہنی آسودگی فراہم کی۔ شعرا کے قابلِ قدر وظیفے اور خاطر خواہ روزینے مقرر کئے گئے۔ ان کا کام صرف اور صرف شاعری تھا۔ دلی میں محبوب کی ایک جھلک دیکھنے کے لیے دن سے رات کرنا پڑتی تھی۔ لیکن یہاں محبوب سراپا موجود ہے۔ لوازمات حُسن کے ہم راہ یکسر سپردگی اور سراپا آمادگی کے باوجود ڈر، خوف، ترسناکی کے مختلف انداز آتش و ناسخ کے ہاں بھی دکھائی دیتے ہیں۔ مثلاً آتش کا یہ کہنا کہ:

؎ سانپ کے کاٹے کی لہریں ہیں شب و روز آتیں
کاکلِ یار کے سودے نے اذیت دی ہے [29]

ناسخ نے رقیب سے روایتی دشمنی نبھاتے ہوئے اسے اپنی آہ سے ڈرایا ہے۔

؎ اے رُو سیاہ نصیب! تو ڈر میری آہ سے
بجلی کو لاگ ہوتی ہے رنگِ سیاہ سے [30]

اہلِ زمانہ کا خوف بھی اُردو شاعری کی روایت کا حصہ رہا ہے۔

Vol.4 No.4 2021
ISSN Online: 2709-7625
ISSN Print: 2709-7617

ے اس قدر خوف ہمیں خلق کے بہتان کا ہے
کہ تصوّر میں بھی پاس اس کو بٹھانا چھوڑا[31]

جرأت کو صیاد کا خوف دامن گیر ہے۔

ے ڈر سے ہوں صیّاد کے خاموش میں اے ہم صفیر!
کیا قفس میں یاد ہم کو اب چمن آتا نہیں[32]

صنف مرثیہ میں بھی ڈر، خوف، دہشت اور ترسناکی کی کئی جہات دکھائی دیتی ہیں۔ میر انیس کے ہاں یہ کیفیات ملاحظہ فرمائیے :

ے زخموں سے جسم ڈر سے کلیجے فگار ہیں
جوہر نہیں ہیں تیغ میں دندانِ مار ہیں[33]

اللہ رے زلزلہ کہ لرزتے تھے دشت و در
جنگل میں چھپتے پھرتے تھے ڈر کے جانور
جنّات کانپ کانپ کے کہتے تھے الحذر
دنیا میں خاک اُڑتی ہے اب جائیں ہم کدھر
اندھیر ہے اُٹھی برکت اب جہاں سے
لو مل گیا زمیں کا طبق آسمان سے[34]

مرزا دبیر کے ہاں بھی مرثیہ میں خوف کے کئی پہلو پیش کیے گئے ہیں:

ے حق یہ ہے رگ و ریشہ میں ڈر بیٹھ گیا ہے
کیا پاؤں اُٹھیں دن کو کہ جی بیٹھ گیا ہے
دریا میں نہنگوں کے جگر کانپ رہے ہیں
پوشیدہ ہیں پانی میں مگر کانپ رہے ہیں[35]

اُنیسویں صدی کے نصف اوّل میں دلی ایک مرتبہ پھر اُردو شاعری کا مرکز و محور قرار پاتی ہے۔ حالات کی ستم ظریفی نے دلی کو بارہا تاخت و تاراج کیا لیکن مغلیہ خاندان کی شمع حکومت اس جھکڑ اور طوفان کے باوجود لال قلعے میں چراغ سحری کی طرح ٹمٹماتی رہی۔

بقول ڈاکٹر غلام حسین ذوالفقار:

Vol.4 No.4 2021

ISSN Online: 2709-7625

ISSN Print: 2709-7617

"دلّی کی بزم آخر بھی انقلاب 1857 میں دم توڑنے سے قبل سرزمین ہند پر شعلۂ جوالا بن کر چمکی۔۔۔ادبیات اُردو پر اپنے گہرے اور ان مٹ نقوش چھوڑ گئی۔اسی بزم آخر نے اُردو شاعری کو غالبؔ، مومن اور ذوق جیسے عظیم سخن گو عطا کیے۔"(36)

غالبؔ کو بھی موت کا خوف عمر بھر لگا رہا اور اس کے اثرات اُن کے چہرے سے بھی عیاں ہوتے رہے:

ے
تھا زندگی میں مرگ کا کھٹکا لگا ہوا
اُڑنے سے پیشتر بھی مرا رنگ زرد تھا(37)

مومن خاں مومن کو خوف کے زیرِ اثر اظہار کی طاقت بھی سلب ہوتی محسوس ہوتی ہے:

ے
مت پوچھ کہ کس واسطے چپ لگ گئی ظالم
بس کیا کہوں میں کیا ہے کہ میں کچھ نہیں کہتا(38)

ے
ڈرتا ہوں آسمان سے بجلی نہ گر پڑے
صیّاد کی نگاہ سوئے آشیاں نہیں(39)

ابراہیم ذوقؔ:

ے
ڈر ہے یہی کہ ایسا نہ ہو بعد مرگ بھی
لگنے نہ دے زمیں سے دلِ بے قرار پشت(40)

بہادر شاہ ظفرؔ:

ے
ظفر آدمی اس کو نہ جانیے گا وہ ہوکیسا ہی صاحب فہم و ذکا
جسے عیش میں یادِ خدا نہ رہی جسے طیش میں خوف خدا نہ رہا(41)

ے
چلاجاتاہے کوئے یار میں تو اور میں ڈرتا ہوں
کہ تیرے نام کچھ اس میں نہ بدنامی مقرر ہو(42)

شیفتہ ناراض محبوب کو مناتے ہوئے بھی ڈرتے ہیں کہ کہیں وہ زیادہ ناراض نہ ہو جائے:

ہر چند مجھ سے بے سبب آزردہ ہے مگر
ڈرتا ہوں میں منانے سے آزردہ تر نہ ہو(43)

داغ دہلوی:

قسمت اس کی ہے جس نے اسے پایا تنہا
خواب میں بھی تو مرے ڈر سے نہ آیا تنہا(44)

نفسیاتی اصطلاح "Phobia"اُردو میں "ترسناکی" کے مترادف کے طور پر استعمال ہوتی ہے۔ڈر، خوف، دہشت، وسوسہ، وہم اور ترسناکی کے نقوش کلاسیکی اُردو شعرا کے ہاں مختلف انداز میں جلوہ گر ہوئے ہیں۔بیان کیے گئے شعرا کی امثال میں "ترسناکی" کی مختلف اقسام موجود ہیں۔کہیں اہلِ دنیا کا خوف ہے تو کہیں محبت میں گرفتار ہو جانے کا اندیشہ، کہیں صحرا اور جنگل سے وحشت ہے اور کہیں آگ، اندھیرے اور خون کی دہشت، کہیں دریا اور سمندر سے ڈر، تو کہیں محبوب کے ترچھے نینوں سے گھائل ہونے کا خوف۔ڈر، خوف اور ترسناکی کی یہ روایت کلاسیکی عہد ہی میں ختم نہیں ہو جاتی بلکہ عہد حاضر کے شعرا بھی اپنے لاشعوری اور شعوری خوف، واہموں اور وسوسوں کا اظہار مختلف انداز اور اصناف میں کر رہے ہیں۔

\---------------------------

حوالہ جات

1۔ ابواللیث صدیقی۔اُردو لغت۔(تاریخی اصول پر)۔جلد پنجم۔کراچی:اُردو لغت بورڈ،1983۔ص:116

2۔ وارث سرہندی۔(مرتب)علمی اُردو لغت(جامع)۔لاہور:علمی کتاب خانہ،1993۔ص: 445

3۔ فرمان فتح پوری،ڈاکٹر۔(مرتب)۔رافع اللغات۔لاہور:الفیصل،2015۔ص:218

4۔ تصدّق حسین رضوی،مولوی سیّد۔(مرتب)۔لغات کشوری۔لاہور:سنگِ میل پبلی کیشنز،1986۔ص:98

5۔ راجیسوررا ؤاصغر،راجہ۔(مرتب)۔ہندی اُردو لغت۔کراچی:انجمن ترقی اُردو، 1997۔ص: 266

6۔ حفیظ صدیقی۔(مرتب)۔کشاف تنقیدی اصطلاحات۔اسلام آباد:مقتدرہ قومی زبان،1985۔ص:35

7۔ تنویر حسین،ڈاکٹر۔اصطلاحاتِ ادبی۔لاہور:علمی کتاب خانہ،2016۔ص:54

8۔ Americana .Vol: 21.U.S.A.Grolier International INC.,1986. P: 944 The Encyclopedia

9۔ The Encyclopedia Dictionary of Psychology.Cambridge :The MIT Press,1986. P:472

10۔ . P: 296 The Encyclopedia of Philosophy and Psychology . Vol: 111. 1986

11۔ حفیظ صدیقی۔تفہیم و تحسین شعر۔ لاہور:سنگت پبلشرز،2016۔ص:361

12۔ محمد زکریا،خواجہ۔(مدیر)۔تاریخ ادبیات مسلمانانِ پاکستان وہند۔(جلد اوّل)۔لاہور:پنجاب یونیورسٹی پریس،2009۔ص:69

13۔ نورالحسن ہاشمی۔(مرتب)۔ کلیاتِ ولی دکنی۔ولی دکنی۔ لاہور :الوقار پبلی کیشنز،2016۔ص:109

14۔ نورالحسن ہاشمی۔(مرتب)۔کلیاتِ ولی دکنی۔ص: 109

15۔ ایضاً۔ص: 206

16۔ غلام حسین ذوالفقار۔اُردو شاعری کا سیاسی و سماجی پس منظر۔لاہور:سنگِ میل پبلی کیشنز،2008۔ص:126

Vol.4 No.4 2021
ISSN Online: 2709-7625
ISSN Print: 2709-7617

17۔ غلام حسین ذوالفقار۔اُردوشاعری کاسیاسی وسماجی پس منظر۔ص:141

18۔ ایضاً۔ص:126

19۔ ایضاً۔ص:135

20۔ ایضاً

21۔ کلب علی خاں فائق(مرتب)۔ کلیاتِ میر۔میر تقی میر۔لاہور: مجلسِ ترقی ادب،1986۔ص:156

22۔ محمد زکریا،خواجہ۔ تاریخِ ادبیات مسلمانانِ پاکستان وہند۔(جلد دوم)۔ص:121

23۔ غلام حسین ذوالفقار۔ اُردوشاعری کاسیاسی وسماجی پس منظر۔ص:156

24۔ ایضاً

25۔ وحید قریشی،ڈاکٹر۔ (مرتب)۔ مثنوی سحر البیان۔میر حسن۔ لاہور:لاہور اکیڈمی۔ 1966۔ص:136

26۔ ایضاً

27۔ نورالحسن ہاشمی ۔(مرتب)۔کلیاتِ مصحفی۔(دیوانِ چہارم)۔غلام ہمدانی مصحفی۔لاہور: مجلسِ ترقی ادب،1974۔ص:244

28۔ عبدالباری آسی۔(مرتب ومدوّن)۔نظیر اکبر آبادی۔کلیات نظیر اکبر آبادی۔ لاہور:مکتبہ شعروادب، س۔ن۔ص:93

29۔ مرتضیٰ حسین فاضل لکھنوی ۔(مرتب)۔کلیاتِ آتش۔(جلد دوم)۔حیدر علی آتش،خواجہ۔لاہور: مجلسِ ترقی ادب، 1975۔ص:217

30۔ اورنگ زیب ۔(مرتب)۔کلیاتِ ناسخ۔(جلد اوّل)۔ امام بخش ناسخ۔لاہور:مغربی پاکستان اُردواکیڈمی،2006:ص:239

31۔ غلام حسین ذوالفقار،ڈاکٹر۔اُردوشاعری کاسیاسی وسماجی پس منظر۔ص245

32۔ ایضاً

33۔ فرمان فتح پوری،ڈاکٹر۔میر انیس حیات اور شاعری ۔ کراچی :اُردواکیڈمی سندھ،1976۔ص:107

34۔ فرمان فتح پوری،ڈاکٹر۔میر انیس حیات اور شاعری ۔ص: 141

35۔ اُردو مرثیہ میں مرزا دبیر کامقام۔ مظفر حسن ملک،ڈاکٹر۔(مؤلف)۔لاہور:مقبول اکیڈمی،1976۔ ص:292

36۔ غلام حسین ذوالفقار۔اُردوشاعری کاسیاسی وسماجی پس منظر۔ص:251

37۔ حمید احمد خان، پروفیسر۔دیوانِ غالب۔(نسخہ حمیدیہ)۔اسد اللہ خان غالب۔لاہور: مجلسِ ترقی ادب۔ص:60

Vol.4 No.4 2021
ISSN Online: 2709-7625
ISSN Print: 2709-7617

38۔ محمد زکریا، خواجہ۔ تاریخ ادبیات مسلمانانِ پاکستان وہند۔ (جلد سوم)۔ ص:170

39۔ ایضاً

40۔ تنویر علوی، ڈاکٹر۔ (مرتب)۔ کلیاتِ ذوق۔ محمد ابراہیم ذوق ۔لاہور: مجلس ترقی ادب، 1967۔ ص:213

41۔ نورالحسن ہاشمی ۔ دہلی کا دبستانِ شاعری۔ لاہور: بک ٹاک، س۔ن۔ ص:223

42۔ ایضاً

43۔ حبیب اشعر۔ (مرتب)۔ دیوانِ شیفتہ۔ مصطفیٰ خان شیفتہ۔ لاہور: مکتبہ جدید، 1965۔ ص:150

44۔ محمد زکریا، خواجہ۔ (مرتب)۔ کلیاتِ داغ۔ داغ دہلوی۔ لاہور: الحمد پبلی کیشنز۔ 2011۔ ص: 112